تالیف: مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی
ترجمہ: غلام مصطفیٰ قاسمی

اردو ترجمہ

وَسِیلَۃُ الْغَرِیْب

باب چہارم

حضرت علی، حضرت فاطمہ، امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بعض فضائل میں اور وہ احوال وصفات وغیرہ جو احادیث نبویہ میں منقول نہیں ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات

آپ کا زمانہ جاہلیت اور اسلام دونوں میں نام علی تھا۔ اور کنیت ابوالحسن اور پیغمبر علیہ السلام نے آپ کی کنیت ابوتراب بھی رکھی تھی جس پر آپ اس لئے فخر کرتے تھے کہ یہ نام پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے آپ کو عنایت ہوا تھا لقب مرتضیٰ وحیدر ہے آپ کے والد کا نام ابوطالب ہے جو پیغمبر علیہ السلام کے چچا تھے۔ ابوطالب کا نام عبدمناف ہے اور حضرت علی کی والدہ کا نام فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف ہے اور وہ پہلی ہاشمیہ عورت ہیں کہ جنہوں نے ہاشمی کو جنا ہے حضرت علی کی والدہ فاطمہ اسلام لائیں اور مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی اور مدینہ منورہ میں اسلام پر وفات پائی اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے جنازے میں شریک ہوئے اور دفنانے کے لئے ان کی قبر میں داخل ہوئے اور ان کو اپنا پیراہن شریف پہنایا اور ان کی قبر بلا کسی اختلاف کے مدینہ منورہ کے قبرستان بقیع میں ہے، لیکن علماء کا قبر کے تعین میں اختلاف ہے۔ اس میں تین قول ہیں۔

پہلا یہ کہ بقیع کے آخر میں واقع ہے۔
دوم یہ کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالی عنہ کی قبر کے قریب سرائے عقیل میں واقع ہے۔
سوم یہ کہ آپ کی قبر حضرت ابراہیم بن پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام کی قبر کے قریب ہے۔
حضرت علیؓ کے والد ابو طالب کی وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ کی طرف ہجرت سے تین سال پہلے مکہ معظمہ میں ہوئی۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس وقت عمر مبارک پچاس برس تھی۔ علیؓ ابو طالب کے بیٹوں میں سب سے چھوٹے تھے، لیکن فضیلت اللہ کے ہاتھ میں ہے جس کو چاہے عطا کرے۔

ابو طالب کا اسلام لانا ثابت نہیں ہے جیسا کہ صحیح بخاری، صحیح مسلم، مؤطا مالک سنن ابو داؤد، سنن نسائی وغیرہ میں متعدد احادیث میں اس کی صراحت آئی ہے اور یہ جو بعض رافضیہ ان کے اسلام کے قائل ہیں یہ قول بے اصل ہے جس کے لئے کوئی ثبوت نہیں ہے اور یہ جو رافضیہ نے اس کی بنیاد اس قصیدہ کے بعض الفاظ پر رکھی ہے جس کی نسبت ابو طالب کی طرف کی گئی ہے کہ اس کے بعض الفاظ ان کے اسلام پر دلالت کرتی ہے، اس پر حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں کہا ہے کہ اس قصیدہ کی سند صحیح نہیں ہے اور ان الفاظ کی نسبت ابو طالب کی طرف غیر صحیح ہے۔ انتہی حالانکہ یہ قول ان صحیح احادیث کے مخالف ہے جو صحیح بخاری، صحیح مسلم، موطا مالک اور دوسری کتب حدیث میں ابو طالب کی شان میں وارد ہوئی ہیں۔ اور قرآنی آیت کے بھی خلاف ہے کیونکہ احادیث صحیحہ اور قرآن کی کچھ آیات ابو طالب کے اسلام نہ لانے پر دلالت کرتی ہیں۔

ایک آیت۔ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ۔ سورۃ توبہ آیۃ ۱۱۳۔

ترجمہ:۔ لائق نہیں نبی کو اور مسلمانوں کو کہ بخشش چاہیں مشرکوں کی اور اگرچہ وہ ہوں قرابت والے۔ جب کھل چکا ان پر کہ وہ ہیں دوزخ والے۔

دوسری آیۃ:۔ إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ ۚ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ۔ سورۃ القصص آیۃ ۵۶)

ترجمہ:- تو راہ پر نہیں لاتا جس کو چاہے پر اللہ راہ پر لائے۔ اور وہی خوب جانتا ہے جو راہ پر آئیں گے۔

ان دونوں آیتوں کا نزول ابو طالب کے متعلق ہے۔ بخاری مسلم وغیرہ میں اس کی تصریح موجود ہے۔

پس رافضیہ کا قول مردود اور بے دلیل ہے۔ لیکن یہ جو کچھ بیان ہوا وہ صرف امر واقعی کے بیان اور تحقیق حق کی بنا پر تھا۔ ورنہ اس امر سے توقف کرنا اور خاموش رہنا اور اس کے امر کو عالم الغیب والشہادہ جل شانہ کی طرف تفویض کرنا اولیٰ اور احسن ہے۔ کیونکہ ان کی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قرابت تھی اور انہوں نے آنحضرتؐ کی کفالت اور پرورش کی۔ ابو طالب کی وفات مکہ معظمہ میں ہوئی اور ان کی قبر مکہ کے معلا قبرستان میں واقع ہے اور وہاں ایک بڑا مقبرہ عام و خاص لوگوں میں قبہ ابی طالب سے مشہور ہے[1]

ابن ابی سعد نے عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ کہا عمرؓ نے کہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے اندر قضا میں بڑے ماہر تھے، ابن عباسؓ نے کہا کہ اگر کوئی ہم سے علیؓ کی فتویٰ بیان کرتا تھا تو ہم اس کے قول سے آگے نہیں بڑھتے تھے۔ سعید بن مسیبؒ نے کہا کہ عمر بن خطاب فرمایا کرتے تھے کہ میں خدا تعالیٰ کی اس مشکل مسئلہ سے پناہ مانگتا ہوں کہ جس کے لئے ابو حسن نہ ہو۔ یعنی علیؓ۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ جو لوگ باقی رہ گئے ہیں ان میں علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سنت نبویہ کے سب سے زیادہ جاننے والے ہیں۔

مروی ہے کہ علیؓ کو اسلام میں سبقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دامادی، حدیث نبویہ میں فقہ اور سمجھ، جنگ میں شجاعت اور مال میں سخا حاصل تھی۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ علیؓ کی شان میں تین سو قرآن کریم کی آیات نازل ہوئیں ابن عباسؓ نے یہ بھی کہا کہ علیؓ کو اٹھارہ خصلتیں ایسی حاصل تھیں کہ اس امت میں سے کسی میں نہیں ہیں۔

---

[1] یہ پہلے ہوگا اب تو نجدیوں نے تمام قبوں کو گرا دیا ہے۔ (غ۔م)

ابو یعلی نے ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ تحقیق علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تین خوبیاں ایسی عطا کی گئی ہیں کہ اگر ان میں سے ایک بھی میرے لئے ہوتی تو وہ میرے لئے اس سے زیادہ پسند تھی کو ملک عرب کا محبوب ترین مال سرخ اونٹ دیئے جائیں وہ تین خوبیاں یہ ہیں۔

۱۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی مبارکہ کا نکاح۔
۲۔ خیبر کے لئے جھنڈہ کا عطا ہونا۔
۳۔ آپ کو جنابت کی حالت میں مسجد میں سے گذر کر جانا جائز تھا۔

ابن سعید نے علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا کہ میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ قرآن کی کون سی آیت نازل ہوئی اور یہ بھی جانتا ہوں کہ یہ آیت رات میں نازل ہوئی یا دن میں۔ نرم زمین میں نازل ہوئی ہے یا پہاڑ پر۔

کرامات ظاہرہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کے لئے سورج غروب ہونے کے بعد پھر واپس لوٹا یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک آپ کی گود میں تھا اور حالت یہ تھی کہ پیغمبر علیہ السلام پر وحی نازل ہو رہی تھی۔ حضرت علی رضؓ نے عصر کی نماز ادا نہیں کی تھی۔ وحی اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب کی وجہ سے اظہار نہ کیا کہ سورج غروب ہوگیا اس کے بعد پیغمبر علیہ السلام کو معلوم ہوا کہ علی رضؓ نے عصر کی نماز ادا نہیں کی ہے۔ تب آپؐ نے دعا مانگی کہ خداوندا! علیؓ تیری اطاعت اور میری اطاعت میں مشغول تھے اس کے لئے سورج کو واپس کر پس سورج طلوع کیا اس کے بعد کہ غروب کیا تھا۔ اور حضرت علیؓ نے اس وقت عصر کی نماز ادا کی۔ اس حدیث کو علامہ طحاوی نے اور قاضی عیاض نے شفا میں تصحیح کی ہے اور شیخ الاسلام ابو زرعہ وغیرہ نے اس کی تحسین کی ہے اور لوگوں پر رد کیا ہے جو اس حدیث کو موضوع کہتے ہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی دوسری کرامت یہ مروی ہے کہ آپ ایک حدیث ذکر فرما رہے تھے کہ مجلس کے حاضرین میں سے ایک شخص نے اس کی تکذیب کی اور کہا کہ یہ بات

اس طرح نہیں ہے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ کیا میں تیرے حق میں اس تکذیب پر بد دعاء کروں؟ اگر تو جھوٹا ہے تو نابینا ہو جا۔ ابھی وہ شخص مجلس سے نہ اٹھا کہ نابینا ہو گیا۔

مسائل علمیہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کے دور میں دو اشخاص بیٹھے صبح کا کھانا کھا رہے تھے ایک کے پاس پانچ روٹیاں تھیں اور دوسرے کے پاس تین روٹیاں ایک تیسرے شخص کا وہاں سے گذر ہوا تو اس کو بھی انہوں نے اپنے ساتھ بٹھالیا اور ان تینوں نے ان آٹھ روٹیوں کو کھایا۔ فراغت کے بعد تیسرے شخص نے ان کو اپنی طرف سے ان کی روٹیوں کے عوض آٹھ درہم دیئے اور چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد ان دونوں میں باہمی تنازعہ ہوا، اور پانچ روٹیوں والے تین روٹیوں والے کہا کہ میرے حصے کے پانچ درہم ہوتے ہیں اور تجھے تین درہم ملنے چاہیں تین روٹیوں والے نے کہا کہ مجھے چار درہم ملنے چاہئیں، حضرت علیؓ کے پاس جھگڑا لے گئے آپ نے تین روٹیوں والے سے فرمایا کہ تیرا رفیق جو کچھ تجھے دے رہا ہے اسے قبول کر۔ اس نے کہا کہ میں وہی لوں گا جو میرا شرعاً حق ہوگا۔ اس پر حضرت علیؓ نے فرمایا کہ تیرا حق صرف ایک درہم ہے۔ اس شخص نے پوچھا کہ کس طرح آپ نے فرمایا کہ تم تین اشخاص تھے اور مل کر ان آٹھ روٹیوں کو کھایا معلوم نہیں کہ تم میں زیادہ کس نے کھایا اور کس نے کم کھایا۔ تب مساوات پر عمل کر کے ہر ایک روٹی کو تین اشخاص پر تقسیم کیا جائے تو آٹھ روٹیوں کے چوبیس ثلث (ٹکڑے) ہوتے ہیں۔ تینوں میں سے ہر ایک نے آٹھ آٹھ (ثلث) ٹکڑے کھائے ہیں اور پانچ روٹیوں والے کے پندرہ ⅓ ٹکڑے ہوتے ہیں جب اس نے آٹھ ⅓ ٹکڑے کھائے تو اس کے سات ٹکڑے رہ جاتے ہیں اور تم تین روٹیوں والے ہو تمہارے لئے نو ٹکڑے ہوتے ہیں اور جب نو میں سے آٹھ ٹکڑے تم نے کھائے تو باقی ⅓ ٹکڑا رہ جاتا ہے لہذا سات درہم اس کے لئے ہیں جس کے سات ٹکڑے باقی رہے اور ایک درہم تیرے لئے ہے کیونکہ تیرا ایک ٹکڑا بچ گیا تھا۔ تب تین روٹیوں والے نے کہا کہ میں شرع شریف کے فیصلے پر راضی ہوں۔

کہتے ہیں کہ ایک شخص کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لایا گیا اور آپ سے یہ

پوچھا گیا کہ یہ شخص کہتا ہے کہ وہ اپنی ماں کے سبب محتلم ہوا ہے اس کا کیا حکم ہے؟

آپ نے فرمایا کہ اس کو دھوپ میں کھڑا کرو اور اس کے سایہ پر تلوار مارو۔ مشکوۃ وغیرہ میں اس جیسا قول بعینہٖ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل اور مناقب بے شمار ہیں لیکن اختصار کی خاطر ان پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

حالات حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا

آپ کا اسم شریف فاطمہ ہے اس لئے کہ حق تعالیٰ نے آپ کو، آپ کی اولاد کو اور آپ کے محبان کو دوزخ کی آگ سے چھڑا لیا ہے۔ جیسے کہ پہلے گزر چکا، نورانیت، تازگی اور اعضاء شریفہ کے رنگ کی روشنی کے سبب آپ کا لقب زہرا ہے۔ اور آپ کا بتول (با کے زیر کے ساتھ) بھی لقب ہے اس لئے کہ اپنے زمانے کی عورتوں سے آپ افضل دین، شرف اور حسب ونسب کی وجہ سے ممتاز تھیں۔ یا اس لئے کہ آپ دنیا سے منقطع ہو کر حق سبحانہٗ وتعالیٰ کی طرف رغبت کرتی تھیں۔

آپ کی کنیت ام ابیہا یعنی اپنے باپ کی والدہ، اس کے دو معنی ہیں ایک یہ کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم تعظیم وتوقیر کی وجہ سے ان کو امی کہہ کر پکارتے تھے یا اس لئے کہ حضرت فاطمہ پر پیغمبر علیہ السلام کی دادی کا نام پڑا تھا۔ کیونکہ حضرت پیغمبر علیہ السلام کے والد حضرت عبداللہ کی والدہ کا نام فاطمہ بنت عمر ہے اور دادی ماں کا حکم رکھتی ہے پس جب دادی کے نام پر اس کا نام رکھا گیا تو اس لحاظ سے وہ اپنے والد کی ماں ہوگی۔

فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تمامی اہل بہشت عورتوں کی سیدہ اور سردار ہیں۔ جیسا کہ حدیث سابقہ میں گذر چکا۔ حضرت فاطمہؓ اور حضرت مریم بنت عمران، والدہ عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان علماء کا اختلاف ہے کہ ان دونوں میں سے کون افضل ہے؟

علامہ قرطبی تین دلائل کی بناء پر مریمؑ کی فضیلت کے قائل ہوئے ہیں۔

اوّل یہ کہ سیدہ مریم کی نبوت میں اختلاف ہے۔

دوم یہ کہ حدیث کی بعض روایات میں حضرت مریم کی اس طرح استثنا آئی ہے کہ فاطمہؓ بہشت کی عورتوں کی سردار ہیں مریمؑ کے سوا۔

سوم یہ کہ قرآن کریم میں حضرت مریم کی شان میں وارد ہوا ہے :۔

واصطفاک علی نساء العالمین ۔

جمہور علماء کی رائے ہے کہ حضرت فاطمہؓ حضرت مریم سے افضل ہیں، کیونکہ افضل المخلوقات صلی اللہ علیہ وسلم کا جزء ہے اور اصح قول یہ ہے کہ حضرت مریم نبیہ نہ تھی بلکہ قاضی عیاض نے تو ان کے نبی نہ ہونے پر اجماع نقل کیا ہے اور مریمؑ کے استثناء والی روایت درجہ صحت کو نہیں پہنچی ہے۔ باقی آیت کریمہ کا جواب یہ ہے کہ حارث بن ابی اسامہ نے اپنی مسند میں سند صحیح کے ساتھ کہ وہ مرسل ہے روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مریمؑ اپنے دور کی عورتوں سے بہتر ہے اور فاطمہ اپنے دور کے عورتوں سے بہتر ہے اس طرح ترمذی نے حضرت علیؓ سے طریق مرفوع سے روایت کی پس ان دو حدیثوں سے آیت کی تفسیر معلوم ہوئی کہ آیت میں عالمین سے مراد حضرت مریم کا زمانہ ہے۔ تمام ازمنہ کے عالم اور جہان مراد نہیں ہے اور یہ معلوم ہے کہ یہ امت جملہ امتوں سے افضل ہے کیونکہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے :۔

کنتم خیر امۃ اخرجت للناس

اس سے حضرت فاطمہؓ کی حضرت مریم پر فضیلت ظاہر ہوگئی۔ بہت سے محدثین نے بھی حضرت فاطمہؓ کو حضرت مریم پر فضیلت دی ہے، جیسے کہ زرکشی، خیفری، مقریزی اور سیوطی وغیرہم۔

علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ اس امت کی عورتوں میں کون افضل ہے؟ بعض حضرت فاطمہؓ کو افضل قرار دیتے ہیں اور بعض حضرت خدیجہؓ کو اور بعض حضرت عائشہؓ کو ان تینوں اقوال کے دلائل بڑی کتابوں میں بالتفصیل موجود ہیں۔ یہاں اختصار کی وجہ سے ان کو ترک کیا گیا ہے۔

علماء نے کہا ہے کہ ان تمام اقوال میں سے ارجح و اقوی قول یہ ہے کہ اس امت کی تمام عورتوں سے حضرت فاطمہ زہرا افضل ہیں۔ اس کے بعد حضرت خدیجہ اور اس کے بعد

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حضرت علیؓ سے تزویج حق تعالیٰ کی وحی سے ہوئی اور صحیح قول یہ ہے کہ ان کے درمیان عقد مدینہ منورہ سے ہجرت کے بعد دوسرے سال میں ہوا۔ مہینے کے تعین میں اختلاف ہے۔ محرم یا صفر یا رجب یا رمضان تھا یہ چار اقوال ہیں۔ ان میں ارجح قول یہ ہے کہ صفر کے نصف میں ہوئی ہے اور دونوں کے مابین عقد کرنے والے حضرت پیغمبر علیہ السلام بنفس نفیس تھے۔ عقد مذکور کے وقت حضرت فاطمہؓ کی عمر انیس سال اور نصف ماہ تھی۔

ایک قول ضعیف اور بھی ہے کہ حضرت علیؓ کی اس وقت عمر چوبیس سال اور نصف ماہ تھی۔

اور ان کے درمیان زفاف میں تاخیر ہوئی ہے تاکہ زفاف عقد کے بعد مدینہ منورہ میں ماہ ذی الحجہ میں ۹ مہینے اور نصف ماہ بعد میں ہوا۔ ہجرت کے تیسرے سال میں۔ ان کے درمیان نکاح میں تفصیل ہے جو کہ کتب مطولہ میں مذکور ہے اور مختصراً اس پر اکتفا کیا ہے۔

حالات حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ سید کریم، حلیم، بے انتہا سخا اور جود کے مالک، باوقار، صاحب حیا، ہمدرد اور دنیا سے منہ موڑ کر آخرت کی طرف راغب تھے۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا نام حسن رکھا۔ اس کے بعد کہ آپ کے والد گرامی نے آپ کا نام حرب رکھا تھا۔ پس پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کا نام حسن ہے۔ اسی طرح ان کے بعد آنے والے فرزند کا نام آپؐ نے حسین رکھا اور یہ دونوں نام حسنؓ اور حسینؓ ان سے پہلے کسی کے نام نہ تھے۔

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تولد سے ساتویں روز حضرت حسن کا عقیقہ فرمایا اور اس پر دو مینڈھوں کو ذبح کیا۔ اور ان سے دایہ کو ایک ران و ایک دینار دلوایا۔ اور حضرت حسن کے بالوں کو منڈایا اور سر کے بالوں کے وزن کے برابر چاندی کا صدقہ فرمایا اور ان کا ختنہ کرایا یہ سب باتیں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت حسنؓ کے ساتھ محبت کی علامات ہیں

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پیغمبر علیہ السلام کی رفاقت میں سات سال اور ڈیڑھ ماہ کو پایا۔ اور آپ نے پاپیادہ بیس حج کئے۔ راستہ میں کہیں بھی سوار نہ ہوئے۔ حالانکہ کہ سواری بھی ساتھ تھی جب آپ کو یہ کہا جاتا تھا کہ آپ کیوں سوار نہیں ہوتے حالانکہ اتنی سواریاں موجود ہیں تو آپ جواب میں فرماتے تھے کہ مجھے اپنے پروردگار سے شرم آتی ہے کہ میری اس سے ملاقات اس حالت میں ہو کہ اس کے گھر کی طرف پاپیادہ نہ گیا ہوا ہوں۔

آپ لوگوں کے ساتھ صاحب خلق اور صاحب شفقت تھے ایک حکایت مروی ہے کہ آپ کا خادم گرم دودھ کا پیالہ آپ کی مجلس میں لے آیا۔ اور اس کا پیر پھسل گیا پیالہ ٹوٹ گیا اور گرم دودھ حضرت حسنؓ کے دونوں رخسار مبارک پر پڑا۔ آپ نے خادم کی طرف تادیب کی (ادب سکھانے والی) نظر کی اور یہ تعذیب کی نظر نہ تھی یہ دیکھ کر خادم کی زبان پر یہ لفظ جاری ہوگئے (والکاظمین الغیظ۔ غصہ کو کھانے والے) امام حسنؓ نے فرمایا کظمت غیظی۔ یعنی میں نے اپنے غصہ کو کھالیا۔ پھر خادم نے کہا والعافین عن الناس (اور لوگوں کو معاف کرنے والے) امام حسنؓ نے فرمایا کہ قد عفوت عنک یعنی تحقیق میں نے تجھے معاف کیا پھر خادم نے کہا واللہ یحب المحسنین (یعنی اللہ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے) امام حسنؓ نے یہ سن کر فرمایا کہ میں نے تجھے خدا عزوجل کے لئے اپنے مال سے آزاد کر دیا۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت سخی تھے۔ ایک روایت ہے کہ آپ نے اپنی عمر میں دو بار اپنا سارا مال غرباء کو دیا۔ اور تین بار خدائے تعالیٰ کے ساتھ اپنے مال و دولت کی بالمناصفہ یعنی آدھی آدھی تقسیم فرمائی۔ آپ کی یہ عادت تھی کہ ایک جوتی خدا تعالیٰ کی راہ میں دیتے تھے اور ایک اپنے لئے رکھتے تھے ایک موزہ خدا کی راہ میں دیتے تھے اور ایک موزہ اپنے لئے رکھتے تھے۔

حضرت حسنؓ کی سخاوت کا ایک واقعہ ہے کہ ایک سائل سے سنا کہ وہ اپنے پروردگار عزوجل سے دس ہزار درہم مانگ رہا تھا۔ آپ نے اس کو اپنے پاس مال سے دس ہزار درہم دلوائے۔ مروی ہے کہ ایک سائل امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آکر اپنی حالت کو ظاہر کرنے لگا اور اپنے فقر اس کے بعد کہ وہ مالدار تھا اپنی دولت کے زوال کا قصہ سنایا

امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اے سائل تم اللہ کا نام لے رہے ہو اور مجھ پر تمہارا بڑا حق ہے۔ خدا تعالیٰ کے نام کے بالمقابل بہت مال بھی کم حیثیت رکھتا ہے۔ جس حق کے تم سزاوار ہو اس کی ادائیگی سے میرا ہاتھ عاجز ہے۔ میری ملکیت میں اتنا مال نہیں کہ تمہارے حق کو پورا کر سکے۔ اگر تم میرے مقدور پر راضی ہو اور قبول کرو تو میں اپنے مقدور بھر تم کو کچھ دے سکوں۔ تب سائل نے کہا کہ اے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند! میں اس کو قبول کر دوں گا۔ اور جو کچھ آپ دیں گے اس کا شکریہ بھی ادا کروں گا اور جو آپ نہ دیں گے اس میں آپ کو میں معذور سمجھوں گا۔ حضرت امام حسن نے اپنے وکیل کو بلایا اور اس کے ساتھ حساب کیا اور ان سے فرمایا کہ حساب سے جو رقم فاضل ہے اس کو حاضر کرو! وکیل نے اس کو حاضر کیا اور یہ پچاس ہزار درہم تھے۔ پھر آپ نے وکیل سے فرمایا کہ وہ پانچ سو دینار کہاں گئے جو تیرے پاس جدا پڑے تھے۔ اس نے کہا کہ وہ بھی میرے پاس محفوظ پڑے ہیں آپ نے فرمایا کہ اس رقم کو بھی حاضر کرو! اس وکیل نے ان دیناروں کو بھی حاضر کیا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے یہ دونوں رقمیں پانچ سو دینار اور پچاس ہزار درہم سائل کو دیدیئے اور اس سے بڑی معذرت فرمائی کہ یہ تھوڑی رقم ہے اس پر راضی ہو جاؤ۔

یہ بھی مروی ہے کہ ایک بڑھیا عورت نے امام حسن، امام حسین اور عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی دعوت کی جب اس کی ضیافت سے فارغ ہوئے تو امام حسن رضی اللہ عنہ نے اس کو ایک ہزار گوسفند عطا کئے اور امام حسین رضی اللہ عنہ نے بھی اتنی ہی مقدار میں اس کو دیئے اور عبداللہ بن جعفر نے دو ہزار دینار اور دو ہزار گوسفند دیئے۔

امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کثرت نکاح کو دوست رکھتے تھے اور جب کسی ایک عورت کو امام حسن رضی اللہ عنہ نکاح میں لاتے تو پھر اس کو طلاق دیتے تھے۔ آپ کے متعلق یہ مروی ہے کہ ایک سو بیس عورتوں کو نکاح میں لائے۔ بلکہ علامہ شرف الدین مناوی نے اپنی کتاب الکواکب الدریہ فی طبقات الصوفیہ میں کہا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ سات سو عورتوں کو اپنے نکاح میں لائے تھے انتہی۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے معاش کا ذریعہ یہ تھا کہ خلافت کو چھوڑنے کی

وجہ سے ایک لاکھ درہم ملتے تھے جن کو حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر سال آپ کے لئے بھیج دیتے تھے یہ رقم اس وقت جاری ہوئی جب آپ کے اور حضرت معاویہؓ کے درمیان صلح ہوئی تھی۔

ایک سال میں کسی مانع کی وجہ سے حضرت معاویہؓ یہ رقم نہ بھیج سکے تو آپ پر بڑی تنگی کی صورت پیدا ہوگئی۔ اس پر امام حسنؓ نے فرمایا کہ میں نے دوات طلب کی تاکہ معاویہؓ کو حقیقت حال سے آگاہ کروں۔ پھر خط لکھنے کو موقوف رکھا اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں مجھے فرمایا کہ اے حسن! کیسے ہو؟ میں نے کہا بخیریت ہوں اے میرے باپ۔ اور میں نے آپؐ سے عطا معاویہؓ کی تاخیر کی شکایت کی۔ اس پر آپؐ نے فرمایا کہ تم نے اپنے جیسی مخلوق کی طرف حقیقت حال لکھنے کے لئے دوات کو طلب کیا تھا تاکہ تم اس کو یاد دلاؤ۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! پھر کیا کروں؟ پھر آپؐ نے فرمایا کہ تم اس دعا کو پڑھو:-

اللھم اقذف فی قلبی رجائك واقطع رجائی عمن سواك حتی لا ارجو احداً غیرك اللھم ما ضعفت عنہ قوتی وقصر لسانی مما اعطیت احداً من الاولین والآخرین من الیقین فخصنی بہ یا ارحم الراحمین۔

امام حسنؓ نے فرمایا کہ اس کے بعد دعا کو پڑھنے لگا۔ ابھی ایک ہفتہ بھی اس کو پڑھتے ہوئے نہ گذرا کہ حضرت معاویہؓ نے میرے پاس پندرہ لاکھ درہم بھیجے اور میں خوش اور راضی ہوگیا۔ اور میں نے کہا خدا عزوجل کے لئے تعریف ہے جو وہ کسی کو فراموش نہیں کرتا، جو اسے یاد کرتا ہے اور نہ کسی کو ناامید کرتا ہے جو اس سے دعا مانگتا ہے اس کے بعد دوسری بار میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپؐ نے فرمایا کہ کیسے ہو اے حسنؓ؟ میں نے کہا یا رسول اللہ! خیریت سے ہوں اور گذشتہ تمام کیفیت کا اظہار کیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ اے میرے بیٹے اس شخص کا حال اسی طرح ہوتا ہے جو اپنے خالق جل جلالہ میں امید رکھتا ہے اور مخلوق سے امید کو قطع کر لیتا ہے۔

حالات امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کا اسم مبارک حسین ہے۔ کنیت ابو عبداللہ اور لقب ذکی ہے جب ان کی ولادت ہوئی تو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کا نام حسینؓ ہے اور اس سے قبل ان کے والد نے ان کا نام حرب رکھا تھا۔

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کا حسینؓ ہے۔ کہتے ہیں کہ ان کی ولادت کے ساتویں روز یہ نام رکھا گیا جب ان کی ولادت ہوئی تو پیغمبر علیہ السلام نے ان کو اپنے پاس طلب فرمایا اور ان کے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر فرمائی اور ان کے تحنیک بھی فرمائی۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کو چبا کر ان کے تالو میں لگایا اور اپنے لعاب مبارک کو ان کے دہن میں داخل فرمایا اور سر کے منہ پر بوسہ دیا اور ان کے حق میں دعا فرمائی جب ان کے تولد کو سات دن گذر گئے تو ان کے عقیقہ میں دو نر مینڈھوں کو ذبح فرمایا اور ان کے سر کے بالوں کو منڈوایا اور ان کے بالوں کے وزن کے برابر چاندی کا صدقہ فرمایا اور ان کا ختنہ فرمایا۔ جس طرح امام حسنؓ کے احوال میں گذر چکا ہے۔

حضرت امام حسینؓ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے کچھ دوسرے لوگ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت رکھتے تھے کہ جن کی تعداد سیرت شامیہ اور دوسری کتابوں میں نثر اور نظم میں مذکور ہوئی ہے۔ اختصار کے لئے ان کے بیان کو یہاں موقوف رکھا گیا۔ حضرت امام حسین نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی سے چھ سال اور پانچ ماہ کی مدت کو پایا۔ اس لئے علماء نے کہا ہے کہ امام حسنؓ اور امام حسینؓ دونوں صحابۂ کرام میں داخل ہیں کیونکہ اکثر محدثین کا اس پر اتفاق واقع ہوا ہے کہ جس نے پیغمبر علیہ السلام کو اس حالت میں دیکھا کہ اس کی عمر پانچ سال کی ہے تو وہ صحابہ میں شمار کیا جائے گا۔ باقی اس سے کم عمر میں علماء کا اختلاف ہے۔

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت حسین کو دوست فرماتے تھے جیسا کہ احادیث سابقہ

میں اس کا بیان گذر چکا ہے اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم وفات تک ان سے راضی تھے اور حضرت صدیق اکبر، حضرت عمر، اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم سب امام حسین کی بے حد تعظیم اور توقیر کرتے تھے اور وہ اپنے والد گرامی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ جنگ جمل جنگ صفین وغیرہ جملہ جنگوں میں شریک تھے اور خدا جل شانہ کے عابدوں میں سے تھے آپ کی عبادت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ نے اس حالت میں پچیس حج فرمائے کہ پیدل سفر فرماتے تھے اور کسی ایک حج میں بھی آپ سوار نہ ہوئے حالانکہ کئی سواریاں آپ کی خدمت میں حاضر تھیں۔

آپ بڑے سخی تھے۔ آپ کی سخاوت کے کچھ احوال ان کے بھائی امام حسن رضؓ کے حالات میں گذر چکے ہیں۔ آپ لوگوں سے بڑے نرم گو تھے۔

روایت ہے کہ ایک دن امام حسنؓ اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں صحرا کی طرف نکل گئے ان دونوں نے وہاں ایک پیر مرد کو دیکھا کہ وہ وضو کر رہا ہے لیکن وضو کرنا نہیں جانتا تھا۔ تب امام حسنؓ اور امام حسینؓ دونوں نے باہمی گفتگو فرمائی کہ یہ شخص بوڑھا ہے اور وضو کرنا نہیں جانتا ہم اس کو کس طرح کہیں کہ تم وضو کرنا نہیں جانتے۔ مبادا اس کہنے سے وہ ناراض ہو جائے۔

پس دونوں بھائیوں نے مل کر یہ طے فرمایا کہ اس بوڑھے کے پاس جائیں اور اس سے کہیں کہ ہم دونوں بھائی وضو کرتے ہیں اور تم پیر مرد اور دانا ہو، تم ہم دونوں کو وضو سکھاؤ اس نے قبول کیا۔ یہ دونوں اس کے سامنے بیٹھ گئے اور وضو کیا اور ان سے کہنے لگے کہ اے پیر مرد تم ہمارے وضو کو دیکھ لو کہ ہم میں سے کون وضو کو اچھی طرح کر رہا ہے یہ کہہ کر دونوں نے بوڑھے کے سامنے وضو کیا اور وہ بوڑھا ان دونوں کو دیکھ رہا تھا جب یہ دونوں وضو سے فارغ ہوئے تو بوڑھے آدمی نے کہا کہ تم دونوں نے بہت اچھی طرح وضو کیا لیکن میں اس سے پہلے وضو کو اچھی طرح نہیں جانتا تھا اور اب میں نے وضو کو آپ سے سیکھ لیا۔

حضرت فاطمہ زہرا، امام حسن، امام حسین رضی اللہ عنہم کے مناقب اور فضائل بے شمار ہیں لیکن اختصار کی خاطر اس رسالہ میں اس پر اکتفا کیا ہے۔

باب پنجم

ذکر تواریخ موالید و وفات حضرت علیؓ حضرت فاطمہؓ، امام حسنؓ، امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور ان کی عمر کے مدت کا بیان اور ان کے مقابر کی جگہوں کا ذکر اور ان کی اولاد کی تعداد کا بیان۔

ذکر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و کرم اللہ وجہہ

آپ کا مولد بروز جمعہ بتاریخ ۱۳ ر ماہ رجب المرجب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف کے تیسویں سال میں ہوا یہ صحیح قول ہے اور آنحضرت کی عمر کے اکتالیسویں سال میں اسلام لائے اس قول پر کہ حضرت علیؓ کی اسلام کے وقت دس سال عمر تھی۔

پس یہی اصح قول ہے۔ اسی طرح زرقانی نے شرح مواہب لدنیہ میں کہا ہے اور حضرت علیؓ کی وفات ہجرت کے چالیسویں سال ماہ رمضان میں اس حالت میں واقع ہوئی کہ آپ شہید، مقتول اور مظلوم تھے۔ اس میں اختلاف ہے کہ شہادت کی تاریخ ۱۷ ر یا ۱۹ ر یا ۲۱ ر یا ۲۴ ر رمضان ہے۔ یہ چار اقوال ہیں ان میں سے ارجح قول یہ ہے کہ آپ کی وفات ۱۹ ر تاریخ رمضان المبارک کو ہوئی۔ اسی لئے علامہ ابن کثیر نے کتاب البدایہ والنہایہ میں واقدی سے نقل کیا ہے کہ اس نے کہا ۱۹ ر تاریخ کا قول ہمارے ہاں اثبت اور محکم ہے انتہیٰ۔

آپ کی شہادت کے واقعہ کی تفصیل بڑی کتابوں میں مذکور ہے یہاں اختصار کی خاطر اس کو موقوف رکھا گیا۔

آپ کی عمر معتمد قول پر ۶۳ سال تھی۔ ابن کثیر نے کتاب البدایہ والنہایہ میں کہا ہے کہ آپ کی عمر کی بارے میں مشہور قول یہی ہے اگرچہ بعض علماء نے اس سے زائد بھی کہا ہے انتہیٰ۔

اسلام سے قبل دس سال۔ اس کے بعد مکہ معظمہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دس سال۔ پھر مدینہ منورہ میں آپؐ کے ساتھ دس سال اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا زمانہ معتمد قول پر پانچ سال سے تین ماہ کم ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر کہاں ہے اس میں پانچ اقوال ہیں۔

اول یہ کہ آپ کی قبر دار الخلافہ کوفہ میں ہے۔ جہاں آپ کی زندگی اور خلافت کے دور میں سکونت تھی۔

دوم یہ کہ آپ کی قبر جامع مسجد کوفہ کی پشت پر ہے۔

سوم یہ کہ آپ کی قبر نجف میں ہے اور یہ معروف قریہ ہے حیرہ اور کوفہ کے درمیان۔

چہارم یہ منقول ہے کہ کوفہ میں دفن کے بعد آپ کے بیٹے حضرت حسنؓ آپ کے جسد مبارک کو نکال کر لے گئے اور مدینہ منورہ میں بقیع کے اندر دفن کیا جہاں حضرت عباسؓ کی قبر ہے اور اس پر قبہ ہے۔

پنجم یہ کہ بعض نے کہا ہے کہ آپ کے بیٹے حضرت حسنؓ آپ کے جسد مبارک کو کوفہ سے نکال کر مدینہ منورہ میں دفن کرنے کے لئے اونٹ پر لے جا رہے تھے کہ راستہ میں اونٹ غائب ہوگیا پھر معلوم نہ ہو سکا کہ اونٹ جنازے کے ساتھ کہاں چلا گیا۔ اس لئے ایران والے کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ ابرہ میں ہیں۔ ان پانچ اقوال میں سے مشہور قول نجف والا ہے جو تیسرا قول ہے۔

حضرت علیؓ کی اولاد اکیس بیٹے اور تیئیس بیٹیاں تھیں۔ اور بیٹوں سے مشہور ۱۶ ہیں۔ جن کے اسماء گرامی مذکور ہوں گے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بیٹوں میں ایک امام حسنؓ ہیں تکبیر صیغہ کے ساتھ اور یہ آپ کی تمام اولاد میں بڑے تھے۔ دوم امام حسینؓ تصغیر کے صیغہ کے ساتھ جو امام حسنؓ سے چھوٹے تھے۔ سوم محسن میم کو پیش حاء مہملہ کو فتح اور سین مہملہ مکسورہ کو شد دی جائے۔ ان کی امام حسنؓ اور امام حسینؓ کے بعد ولادت ہوئی اور صغیر سنی میں وفات پائی۔

یہ تینوں بیٹے حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تھے۔ علامہ زرقانیؒ نے شرح مواہب میں کہا ہے کہ امام احمد نے اپنی مسند میں سند صحیح کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ

عنہ سے روایت کی کہ جب حسنؓ پیدا ہوئے تو میں نے اس کا نام حرب رکھا پھر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کہ میرے بیٹے کا کیا نام رکھا ہے ؟ میں نے کہا حرب نام رکھا ہے آنحضرت نے کہا کہ اس کو حسن کہو۔ پھر جب حسین پیدا ہوئے تو ان کا نام بھی حرب رکھا گیا۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور ان کے نام کے متعلق دریافت کیا میں کہا کہ ان کا نام حرب رکھا ہے آپؐ نے فرمایا کہ اس کو حسین کہو پھر جب محسن پیدا ہوئے تو ان کا نام بھی میں نے حرب رکھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور ان کے نام کے متعلق پوچھا میں نے حرب بتایا آپؐ نے فرمایا کہ اس کا نام محسن ہے پھر آپؐ نے فرمایا کہ میں نے اپنے بیٹوں کا نام حسن، حسین اور محسن رکھے ہیں۔ جس طرح ہارون علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کے نام شبر، شبیر اور مبشر رکھے تھے زرقانی کا کلام ختم ہوا۔

چوتھے بیٹے محمد اکبر جو کہ ابن الحنفیہ کے نام سے مشہور ہیں۔ اور اُن کی والدہ خولہ بنت قیس بن جعفر ہیں۔ جو کہ بنی حنیفہ کی مولاۃ (آزاد کردہ باندی) تھی اس لئے ان کا بیٹا ابن حنیفہ کے نام سے مشہور ہو گیا۔ کہتے ہیں کہ خولہ سیہ فام تھی اور سندھی عورت تھی یعنی ملک سندھ سے آئی تھی۔ پانچواں عبیداللہ تصغیر کے صیغے کے ساتھ۔ چھٹا ابوبکر ان دونوں کی والدہ لیلیٰ بنت مسعود نہشلی ہے۔ ساتواں اکبر، آٹھواں عثمان، نواں جعفر دسواں عبداللہ اکبر۔ صیغہ تکبیر سے ان چاروں کی والدہ ام البنین بنت حرام ہے جو کہ بنی کلاب سے تھی۔ گیارھواں محمد اصغر ان کی والدہ ام ولد تھی اور یہ چھ حضرات یعنی۔ ابوبکر، عباس، عثمان، جعفر، عبداللہ اصغر اور محمد اصغر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ واقعۂ کربلا میں شہید ہوئے ہیں۔ بارھواں یحییٰ، تیرھواں عون۔ ان دونوں کی والدہ اسماء بنت عمیس ہیں چودھواں عمر اکبر ان کی والدہ ام حبیب بنت زمعہ ہے جو کہ بنی تغلب قبیلہ سے تھی اور اہل ردت کی دوسری عورتوں کے ساتھ قید ہو کر آئی تھیں۔ پندرھواں محمد اوسط، ان کی والدہ امامہ بنت ابی العاص تھیں اور یہ امامہ پیغمبر خدا کی بیٹی حضرت زینبؓ کی بیٹی ہیں امامہ کا تفصیل کے ساتھ بیان حضرت زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان میں آئے گا۔

سولھواں عباس اصغر اور باقی پانچ صاحبزادوں کے نام معلوم نہ ہو سکے۔

حضرت علیؓ کی نسل صرف پانچ بیٹوں سے باقی رہی ہے۔
امام حسنؓ ، امام حسینؓ، محمد بن حنیفہؒ، عمر اکبرؓ اور عباس اکبرؓ ان کی اولاد اور اعقاب کی تفصیل بہت ہے اختصار کی خاطر اس پر اکتفا کیا ہے۔
حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹیاں یہ ہیں۔
(۱) ام کلثوم کبریٰ (۲) زینب کبرا۔ ان دونوں کی والدہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں اور امام حسنؓ اور امام حسینؓ ان دونوں کی حقیقی بہنیں ہیں۔
حضرت علیؓ نے ام کلثوم کبریٰ کا نکاح حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس وقت کیا جب یہ صغیرہ تھیں اور بلوغت کے بعد حضرت عمرؓ سے ایک بیٹا زید نامی اور ایک بیٹی رقیہ نامی تولد ہوئی۔ لیکن ان سے کوئی اولاد باقی نہ رہی۔ حضرت ام کلثوم حضرت عمرؓ کی شہادت تک ان کے ساتھ رہیں اور اس کے بعد زید اور ام کلثوم کی والدہ کی وفات ایک ہی دن میں واقع ہوئی۔ علامہ زرقانیؒ نے شرح مواہب لدنیہ میں اسی طرح تصریح فرمائی ہے۔
باقی حضرت زینب کبریٰ سے عبداللہ بن جعفر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے برادر زادہ نے نکاح کیا اور ان سے چار بیٹے اور ایک بیٹی پیدا ہوئی۔ بیٹوں کے نام یہ ہیں:۔
علی، عباس، عون اور محمدؓ اور بیٹی کا نام ام کلثوم ہے۔
حضرت زینبؓ بنت فاطمہؓ کی کافی اولاد باقی رہی ہے اور ان کے لئے شرف اور فضیلت ہے۔ لیکن ان کی فضیلت اور شرف امام حسینؓ اور امام حسنؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اولاد کے فضل اور شرف کے برابر نہیں ہے۔ حضرت زینبؓ رہیں یہاں تک کے کربلا میں حضرت حسینؓ کے واقعہ کو پایا اور ان کے ساتھ تھیں۔

(۳) رقیہ یہ عمر اکبر کی حقیقی بہن ہیں (۴) ام الحسن (۵) رملہ کبریٰ ان دونوں کی اولاد ام سعید بنت عروہ بن مسعود ثقفی ہے (۶) ام ہانی (۷) میمونہ (۸) رملہ صغریٰ (۹) زینب صغریٰ (۱۰) ام کلثوم صغریٰ (۱۱) فاطمہ (۱۲) امامہ (۱۳) خدیجہ (۱۴) ام الکرام (۱۵) ام الخیر (۱۶) ام سلمہ (۱۷) ام جعفر (۱۸) جمانہ (۱۹) نفیسہ (۲۰) نقیہ۔ ام ہانی سے نقیہ تک ان سب مائیں متفرقہ لونڈیاں (ام ولدیں) تھیں (۲۱) جاریہ ان کی والدہ محیاۃ بنت امرئ القیس بن

عدی تھیں (۲۲) فاختہ (۲۳) امۃ اللہ ان دونوں اخیری بیٹیوں کی ماؤں کے نام اور اوصاف معلوم نہ ہو سکے۔ یہ ان کا خلاصہ اور حاصل ہے جس کو علامہ محب طبری نے ریاض نضرہ میں اور علامہ عامری نے ریاض مستطاب میں اور حافظ ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ میں اور دوسرے علماء نے بیان کیا ہے۔

اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ حضرت علیؓ کی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جملہ اولاد پانچ نفر تھے تین بیٹے امام حسنؓ، امام حسینؓ اور محسنؓ اور دو بیٹیاں۔ ام کلثوم اور زینب کبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

صاحب سیرت شامیہ نے لیث بن سعد سے جو کہ اپنے عصر کے محدثین کے امام تھے۔ نقل کیا ہے کہ حضرت علیؓ کو حضرت فاطمہؓ سے ایک تیسری بیٹی بھی تھیں۔ جس کا نام رقیہ تھا انتہیٰ۔

لیکن علامہ نسابہ محمد بن حسین مکی شریف حسنی اپنے رسالہ تحفۃ الطالب میں اور خواجہ محمد پارسا نے فصل الخطاب میں کہا ہے کہ رقیہ اور ام کلثوم جن کا حضرت فاطمہؓ کی بیٹیوں میں شمار ہوا ہے وہ ایک ہی ہے۔ یعنی ایک شخصیت ہے اور جن کا نام رقیہ اور کنیت ام کلثوم تھی۔

ذکر حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا

آپ کا مولد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف کے ۳۵ ویں سال میں ہوا ہے یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پانچ سال پہلے کا زمانہ تھا۔ علامہ عامری نے ریاض مستطاب کتاب میں اشارہ کیا ہے کہ یہ قول صحیح ہے۔ پس اس قول پر حضرت علیؓ کی عمر حضرت فاطمہؓ سے پانچ سال زیادہ ہوتی ہے۔ اور حضرت فاطمہؓ حضرت عائشہؓ سے عمر میں بڑی تھیں کیونکہ حضرت عائشہؓ کی ولادت بعثت کے چوتھے سال میں ہوئی۔ اسی طرح زرقانی کی شرح مواہب میں بھی یہی ہے۔

حضرت فاطمہؓ کی وفات، حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے چھ ماہ کے

بعد ہوئی اور یہ وفات منگل کی رات تاریخ سوم ماہ رمضان ہجرت کے گیارہویں سال میں ہوئی اس طرح حضرت فاطمہؓ کی تمامی عمر ۲۸ سال اور ۷ ماہ ہوتی ہے اور صاحب مواہب لدنیہ نے کہا ہے کہ آپؓ کی عمر انتیس سال تھی انتہی۔

یہ دونوں قول باہم متقارب ہیں اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جملہ بیٹیوں میں سے قول اصح عمر میں سب سے چھوٹی تھیں۔ اسی طرح علامہ زرقانی نے شرح مواہب لدنیہ میں تصریح فرمائی ہے۔

فضل اور شریف کے خیال سے آپ ان سب سے بڑی تھیں۔ ذلك فضل الله يوتيه من يشاء۔

حضرت فاطمہؓ کے قبر کی جگہ میں اختلاف ہے۔ اس میں تین اقوال ہیں۔

قول اول یہ ہے کہ آپؓ کی قبر بقیع میں ہے حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے مقبرے میں۔

دوسرا قول آپ کی قبر بقیع میں اس جگہ پر ہے جس کو مسجد حضرت فاطمہؓ کہتے ہیں اور اس کا نام بیت الاحزان (دکھوں کا گھر) بھی ہے۔

تیسرا قول یہ ہے کہ حضرت فاطمہ کے گھر میں ہی ان کی قبر ہے اور یہ مکان پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ کے حجرہ شریفہ میں داخل ہو گیا ہے اور وہ لکڑی کے بنے ہوئے محراب کے اندر واقع ہے اور یہ محراب حجرہ مبارکہ کے پشت کی طرف واقع ہے یعنی شامی دروازے کی طرف۔ علامہ طرابلسی اور ابن جماعہ نے اپنے مناسک میں کہا ہے کہ یہ تیسرا قول تمام اقوال میں اظہر اور صواب کی طرف اقرب ہے انتہی اور علامہ ابن ہمام نے فتح القدیر میں کہا ہے کہ یہی قول اظہر ہے۔ انتہی۔

ذکر حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت حسن کا مولد ہجرت کے تیسرے سال میں ماہ مبارک رمضان کے پندرہویں تاریخ میں ہوا اور آپ نے شہید اور مظلوم ہو کر وفات پائی اور یہ شہادت اس زہر سے ہوئی جس کو یزید بن معاویہ نے حضرت امام حسنؓ کی بیوی کی طرف بھیجا تھا جس کا نام بنت اشعث بن قیس تھا اور یزید نے امام حسنؓ کو زہر دینے کے عوض میں جعدہ کو ایک سو ہزار درہم بھی بھیجے تھے اور جعدہ سے یہ بھی طے ہوا تھا کہ اگر وہ امام حسنؓ کو زہر دیدے اور اس سے امام حسنؓ کی وفات ہو جائے تو اس کے بعد اس سے نکاح بھی کرے گا۔

جعدہ نے یہ کام کیا اور حضرت امام حسنؓ چالیس روز تک بیمار رہے اور اس کے بعد آپ نے وفات

پائی۔ ان کی وفات کے بعد جعدہ نے یزید کی طرف وعدۂ نکاح کے وفا کے لئے پیغام بھیجا لیکن یزید نے وعدہ کی وفا نہ کی اور اس سے یہ کہا کہ جب تو نے امام حسن سے وفا نہ کی تو میرے ساتھ کس طرح وفا کریگی امام حسنؓ کی وفات جمعہ کی رات تاریخ پنجم ماہ ربیع الاول میں قول صحیح پر ہوئی اور ایک روایت میں ہے کہ غرۂ محرم میں ہوئی اور تیسری روایت ہے کہ ماہ صفر کی ۲۹ ویں تاریخ میں ہوئی اسی طرح سال وفات میں بھی اختلاف ہے کہ وہ سال ۴۹ تھا یا ۵۰ یا ۵۱ علامہ ابن کثیر نے کتاب البدایہ والنہایہ میں کہا ہے کہ سال ۴۹ مشہور قول ہے۔ انتہیٰ۔ مشہور قول پر آپ کی عمر ۴۵ سال، پانچ ماہ اور بیس دن تھی ان میں سے قبل از خلافت ۳۵ سال اور نیم سال تھے اور چھ ماہ آپ کی خلافت کے ہوئے اور باقی ساڑھے نو سال مدینہ منورہ میں اقامت فرمائی اور آپ کی خلافت کی مدت چھ ماہ اور بارہ دن رہی۔ اس کے بعد خلافت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس صلح کی بنا پر عطا کی جو ان کے مابین واقع ہوا تھا۔ صلح کے کچھ حالات اور تاریخ اس سے پہلے تیسرے باب میں چالیسویں حدیث کے ذیل میں گذر چکے ہیں۔

آپ کی وفات مدینہ منورہ میں ہوئی اور قبر مدینہ کے بقیع میں ہے جس پر بڑا مقبرہ ہے جو کہ خاص اور عام لوگوں میں معروف ہے۔ اس میں چار قبریں دوسری ہیں علماء نے کہا ہے کہ اس مقبرے میں امام حسن حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلو میں مدفون ہوئے اور زین العابدین علی ابن امام حسینؓ اور زین العابدین کے پہلو میں ان کے بیٹے محمد باقرؓ مدفون ہوئے اور محمد باقرؓ کے پہلو میں ان کے بیٹے جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہم مدفون ہوئے۔

امام حسنؓ کی اولاد ۲۳ بیٹے اور ۸ بیٹیاں تھیں۔ فرزندان امام حسنؓ (۱) محمد اصغر (۲) جعفر (۳) حمزہ یہ تینوں صغیر سنی میں فوت ہوگئے (۴) محمد ان کی وجہ سے آپ کی کنیت ابی محمد تھی (۵) زید (۶) حسن صیغۂ تکبیر کے ساتھ جن کے لقب مثنیٰ تھے (۷) اسماعیل (۸) یعقوب (۹) ابوبکر (۱۰) عبداللہ اکبر (۱۱) حسین تصغیر کے صیغہ کے ساتھ جن کے لقب اثرم تھے (۱۲) عبدالرحمٰن (۱۳) عمر عین کو زبر اور میم کو سکون (۱۴) طلحہ (۱۵) عبدالرحمٰن اصغر (۱۶) علی اکبر (۱۷) علی اصغر (۱۸) عقیل (۱۹) احمد (۲۰) عبیداللہ بصیغہ تصغیر (۲۱) عُمر عین کو پیش اور میم کو زبر (۲۲) قاسم (۲۳) ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہم

امام حسن کی نسل صرف دو صاحبزادوں سے باقی رہی ایک زید دوم حسن مثنیٰ اور باقی بیٹوں سے کوئی نسل باقی نہیں ہے۔ زید اور حسن مثنیٰ کی اولاد اور اعقاب کی تفصیل بہت ہے۔ اختصار کا لحاظ رکھتے ہوئے اسی پر اکتفا کی گئی۔

(مسلسل)